صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 03 (July-September 2025)

کتبِ سیرت میں بلاغی روایات

Balāghāt in Sīrah Literature

Prof. Dr. Humayun Abbas
Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning
Govt. College University, Faisalabad.
Email: drhumayunabbas@gcuf.edu.pk
ORCID: 0000-0002-6630-3157

Abstract:

Balāghāt are narations that reach us without a stated Isnād (chain of narrators), usually introduced by a phrase such as Balaghanī (it has reached me). In the books of ḥadīth, the muḥaddithīn did not leave such reports unexamined. They traced their sources, assessed their wording (matn), and judged them by the established principles of ḥadīth criticism, so that each could be accepted or set aside on scholarly grounds.

The sīrah literature has been treated differently. The sīrah-writers included many reports of the Prophet's ﷺ life in this same balāghī form, but they did not give them the scrutiny their counterparts in ḥadīth received: the chains were not traced, and the texts were not critically examined. Brief remarks on balāghāt al-sīrah do appear here and there in the sīrah books, yet no work has gathered them into a single, coherent, and systematic study.

The two fields thus share one origin but differ in method. Balāghāt in ḥadīth have been carefully studied, while those in sīrah remain largely untouched. This gap has persisted for centuries, and it is both an invitation and a reproach to researchers, calling on the sīrah-writers to bring to these narrations the same critical care the muḥaddithīn long ago brought to theirs.

The present study takes up that unfinished work,In the Light of Ibn Hishām's Book. It sets out to gather the balāghāt scattered through the principal works of sīrah, to trace them, where tracing is possible, to their earliest sources, and to examine them by the same critical standards the muḥaddithīn applied to the balāghāt of ḥadīth. The aim is neither to reject these reports wholesale nor to accept them uncritically, but to establish a clear and organized method by which their standing may be determined: what can be corroborated through independent chains, what remains unsupported, and what must be weighed on the evidence of its wording alone.

Keywords: Balāghāt of ḥadīth, Balāghāt al-sīrah, independent chains, Sīrah Ibn Hishām, principles of sīrah

بلاغی روایات سے وہ روایات مراد ہیں جن سے مصنف "بلغنی عن فلان" کہہ کر بیان کرے۔ ایسی روایات بنیادی طور پر منقطع کے درجہ میں آتی ہیں۔ کتب احادیث[1] کی طرح کتب سیرت میں بھی بلاغی روایات موجود ہیں۔

موطا کی بلاغات کی اسناد تلاش کی گئیں مگر سیرت کے نقطہ نظر سے علیحدہ کام نہیں ہوا۔ اگر سیرت کی بلاغات کا تحقیقی جائزہ لیا جائے تو دلچسپ امور سامنے آتے ہیں۔ اس حوالہ سے چند روایات کا جائزہ درج ذیل ہے:

(01)

قال ابن اسحاق وكان في حفر الخندق أحاديث بلغتني، فيها الله تعالى عبرة في تصديق رسول الله ﷺ، وتحقيق نبوته، عاين ذلك المسلمون. فكان مما بلغني أن جابر بن عبدالله كان يحدث أنه اشتدت عليهم في بعض الخندق كدية فشكوها الى رسول الله ﷺ فدعا باناء من ماء، فتفل فيه ثم دعا بما شاء الله أن يدعو به، ثم نضح ذلك الماء على تلك الكدية، فيقول من حضرها : فوالذي بعثه بالحق نبيا، لانهالت حتى عادت كالكثيب، لا ترد فأسا ولا مسحاة۔[2]

ابن اسحاق نے کہا: خندق کی کھدائی کے متعلق مجھ تک ایسی روایات پہنچی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق اور آپ کی نبوت کی حقانیت کا ثبوت ہے۔ مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے ان معجزات کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک روایت جو مجھ تک پہنچی ہے، یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے تھے کہ ایک جگہ خندق کی زمین بہت سخت آگئی جسے کھودنا دشوار ہو گیا۔ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس کا اظہار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اس میں لعاب دہن ڈال دیا، پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اس پر دعا مانگی، پھر وہ پانی اس سخت زمین پر چھڑک دیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے، کہتے تھے: اس ذات کی قسم! جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا۔ وہ زمین بالکل نرم اور بھربھری ہو گئی جواب نہ کدال کو لوٹاتی تھی نہ بیلچے کو۔"

[1] The conditions and states of the Descents of Waḥi: A study and analysis of Aḥadīth: نزول وحی کے احوال و کیفیات:احادیث کا مطالعہ و جائزہ۔(2025). *Al-Marjān*(المرجان), *3*(3),19–33 https://al-marjan.com.pk/index.php/Journal/article/view/247

[2] ۔ السيرة النبوية، ج ۳، ص: ۴۴۳

جائزہ:

❖ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مفہوم کی روایت کو نقل کیا ہے:

حدثنا خلاد بن يحيى حدثنا عبد الواحد بن ايمن عن ابيه قال اتيت جابرا رضى الله تعالى عنه فقال انا يوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة فجاؤوا الى النبي ﷺ فقالوا هذه كدية عرضت في الخندق فقال انا نازل ثم قام وبطنه معصوب بحجر ولبثنا ثلاثة ايام لا نذوق ذواقا فاخذ النبي ﷺ المعول فضرب فعاد كثيبا أهيل أو اهيم۔[3]

امام بخاری روایت کرتے ہیں: ہمیں خلاد بن یحیٰ نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں عبدالواحد بن ایمن نے حدیث بیان کی از والد خود، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے کہا کہ ہم خندق کے دن (زمین) کھود رہے تھے تو بہت سخت چٹان آگئی، تب صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور کہا: یہ بہت سخت چٹان خندق میں پیش آگئی ہے، آپ نے فرمایا: میں آرہا ہوں، آپ اس حال میں کھڑے ہوئے کہ آپ کے پیٹ سے پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھ رہے تھے، پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال پکڑی اور اس زور سے ضرب لگائی کہ وہ چٹان ریت کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔"

اس کے علاوہ جن مصادر میں منقول ہے وہاں بھی بلاغا مروی ہے۔

❖ صویانی نے ان مصادر کا بھی ذکر کیا:

i. رواه احمد (۴-۳۰۳) فقال ثنا محمد بن جعفر ثنا عوف بن ميمون ---- به

ii. هذا السند حسنه فقال في فتح البارى (۷-۳۹۷): ووقع عند احمد و السائي في هذه القصة زيادة باسناد حسن من حديث براء بن عازب، لكن قول الحافظ فيه نظر ---- نظراً ميمون ابى عبد الله (۲-۲۹۲)و التهذيب (۱۰-۳۵۱) لكن الحديث حسن بما بعده۔[4]

❖ اسماعیل قاضی نے ان مصادر کا بھی ذکر کیا:

[3] ۔ صحيح بخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الخندق ، رقم الحديث : ۴۱۰۱

[4] ۔ الصحيح من احاديث السيرة النبوية، ص: ۳۲۱

i. مسلم:(۱۴۱/۲۰۳۹)

ii. احمد كما في الفتح الرباني(۲۲/۶۰)

iii. في المسند مختصراً(۳/۳۰۰)وغیرھم

iv. الدارمی:(۴۲)

v. احمد(۳/۳۰۰)،مختصراً على قصة الصخرة و الكتيب:رملاً سائلاً مذری،ص:۲۲

vi. غريب السجستاني،ص:۱۶۷

vii. غريب ابن قتيبة،۲/۱۸۹

viii. تفسير الزمخشری،۴/۱۷۷

ix. بهجة الاريب لابن التركمانی،۲/۱۹۰۔[5]

- ❖ صحيح السيرة النبوية لابن هشام میں اس روایت کو بغیر کسی تبصرہ کے نقل کیا گیا ہے۔[6]
- ❖ سیرت ابن ہشام کے محققین نے صحیح قرار دیتے ہوئے درج ذیل مصادر کا ذکر بھی کیا:

ورواه غير خلاد عن عبد الواحد فذكر فيه: أن النبي ﷺ أمرهم أن يرشوا عليها الماء قبل أن يأتيها، أخرجه ابن أبي شيبة14/418، وأحمد(14211) ، والدارمي (43)، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي"(115) ، والحاكم في "معرفة علوم الحديث" ص 94 ، والبيهقي في "الدلائل"3/415-416 من طرق عن عبد الواحد بن أيمن، به۔[7]

(02)

ولما انصرف اهل الخندق عن الخندق قال رسول الله ﷺ فيما بلغني:"لن تغزو كم قريش بعد عامكم هذا، ولكنكم تغزونهم" فلم تغزهم قريش بعد ذلك، وكان هو الذي يغزوها، حتى فتح الله عليه مكة۔[8]

---

[5] ۔ الهدى و النور في صحيح سيرة الرسول: على بن اسماعيل القاضى ، ص: ۴۰۶

[6] ۔ رقم الحديث:1351، ص:325

[7] ۔ جلد3، ص: 262

[8] ۔ السيرة النبوية ، ج : ۳، ص: ۴۸۶-۴۸۵

"جب اہل خندق معرکہ خندق سے واپس ہو گئے جو خبر مجھ تک پہنچی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"لن تغزو کم قریش بعد عامکم هذا، ولكنكم تغزونهم"(اس سال کے بعد قریش تم پر ہرگز حملہ نہیں کریں گے بلکہ اب تم ان پر حملہ کیا کرو گے۔) چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد قریش حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ان پر حملہ آور ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں مکہ مکرمہ فتح فرمادیا۔"

جائزہ:

- یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں:

i. حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : حِينَ أَجْلَى الْأَحْزَابَ عَنْهُ: {الْآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا ، نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمُ . }[9]

امام بخاری نے فرمایا مجھے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا: ہمیں یحیٰ بن آدم نے حدیث سنائی، انہوں نے فرمایا: ہمیں اسرائیل نے حدیث سنائی، انہوں نے فرمایا: میں نے ابو اسحاق سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سلیمان بن صرد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس وقت فرماتے ہوئے سنا جب اللہ تعالیٰ نے ان (مدینہ پر آئے ہوئے) احزاب کو ہٹا دیا تھا: "اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے، وہ ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے، ہم ان کی طرف روانہ ہوں گے۔

مسند احمد میں ہے:

ii. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، قَالَ : لَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ

---

[9] ۔ صحيح البخارى، كِتَابُ المَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ ، رقم الحديث : ۴۱۱۰

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ، قَالَ : " الْآنَ نَغْزُوهُمْ، وَلَا يَغْزُونَا"۔[10]

ہمیں محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہمیں شعبہ نے حدیث سنائی، وہ کہتے ہیں میں نے ابو اسحاق سے سنا، انہوں نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ غزوہ احزاب سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: "اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے، وہ ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے۔"

- ❖ شعیب الارنووط نے مسند احمد میں مروی حدیث کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔
- ❖ ابراہیم العلی نے ان مصادر کا بھی ذکر کیا:

i. كشف الاستار:١٨١٠

ii. قال الهيثمي:٦/١٣٩:رواه البزار و رجاله ثقات

iii. قال الحافظ ابن حجر في الفتح:(٧/١٤٠٠)اسناده حسن[11]

- ❖ صحيح السيرة النبوية لابن ہشام میں اس روایت کو بغیر کسی تبصرے کے نقل کیا ہے۔[12]
- ❖ سیرت ابن ہشام کے محققین نے اس روایت کو "حديث صحيح" قرار دیا۔[13]

(03)

قال ابن اسحاق: وكان من حديث الأسود الراعي، فيما بلغني: أنه أتى رسول الله ﷺ وهو محاصر لبعض حصون خيبر، ومعه غنم له، كان فيها أجيرا الرجل من يهود، فقال: يا رسول الله اعرض على الاسلام، فعرضه عليه فأسلم - وكان رسول الله لا يحقر أحدا أن يدعوه الى الاسلام ويعرضه عليه . فلما أسلم، قال: يا رسول الله اني كنت أجيرا لصاحب هذه الغنم، وهي أمانة عندي، فكيف أصنع بها؟ قال: "اضرب في وجوهها فانها سترجع الى ربها" - أو كما قال - فقال الأسود: فأخذ حفنة من الحصى فرمى

---

[10] ۔ مسند احمد، حديث سُلَيْمَانُ بنُ صُرَدٍ ، رقم الحديث: ١٨٣٠٩ ، جلد ٣٠، ص: ٢٤١

[11] ۔ صحيح السيرة النبوية ، ص: ٢٨٠

[12] ۔ ص: ٣٣٩ ، رقم : ١٤٢٠

[13] ۔ جلد3، ص: 315

بها في وجوهها، وقال: ''ارجعي الى صاحبك، فوالله لا أصحبك أبدا''، فخرجت مجتمعة كأن سائقا يسوقها، حتى دخلت الحصن، ثم تقدم الى ذلك الحصن ليقاتل مع المسلمين، فأصابه حجر فقتله، وما صلى لله صلاة قط، فأتي به رسول الله فوضع خلفه، وسجي بشملة كانت عليه، فالتفت اليه رسول الله ، ومعه نفر من أصحابه ثم أعرض عنه، فقالوا: يا رسول الله لم أعرضت عنه؟ قال: ان معه الآن زوجتيه من الحور العين۔[14]

ابن اسحاق نے کہا: اسود چرواہے کا واقعہ جو روایت مجھے پہنچی ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ یہ اسود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی تھا، اسود ایک یہودی کا مزدور تھا۔ عرض کی: مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اسلام کی باتیں بتائیں۔ وہ اسلام لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی دعوت دیتے وقت کسی کو بھی حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسلام کے بارے میں اسے آگاہ کرتے تھے۔ جب اس چرواہے نے اسلام قبول کر لیا۔ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اس ریوڑ کے مالک کا مزدور ہوں۔ یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ اب میں اس ریوڑ کے ساتھ کیا سلوک کروں، آپ نے فرمایا: انہیں ہانک دو۔ یہ اپنے مالک کی طرف چلی جائیں گی یا اسی طرح کی کوئی اور بات کی۔ حضرت اسود نے کہا: میں نے سنگریزوں کی مٹھی بھری اس ریوڑ کی طرف پھینکی۔ کہا: اپنے مالک کے پاس چلی جاؤ۔ اب میں کبھی تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا۔ ریوڑ اکٹھا چل پڑا۔ گویا کوئی انہیں ہانک رہا ہے۔ وہ ریوڑ چلتا رہا یہاں تک کہ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ پھر یہ اسود اسی قلعہ کی طرف آگے بڑھے تا کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کریں۔ انہیں ایک پتھر آلگا جس سے ان کی موت واقع ہوئی۔ حضرت اسود نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے انہیں رکھ دیا گیا۔ ان کی پگڑی کے ساتھ ان پر پردہ کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پھر آپ نے ان سے رخ انور پھیر لیا۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ

[14] ۔ السيرة النبوية، ج ۴، ص: ۹۹

علیہ وآلہ وسلم ! آپ نے اس سے رخ انور کیوں پھیر لیا ہے۔ فرمایا: ابھی اس کے پاس حوروں میں سے دو بیویاں اس کے پاس ہیں۔"

جائزہ:

- ❖ اسد الغابہ میں ابن اسحاق کے حوالے سے یہ روایت بیان کی گئی ہے۔[15]
- ❖ ڈاکٹر مہدی رزق اللہ نے اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

یہ ابن اسحاق کی بلاغی روایت ہے، دیکھیے : (السيرة النبوية لابن هشام : ۴۸۰،۴۷۹/۳) حاکم نے بھی اسے ابن اسحاق کے علاوہ ایک دوسری سند سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ذہبی نے ان کا حکم برقرار نہیں رکھا۔ ان کا کہنا ہے: "اس روایت کی سند میں ایک راوی شرحبیل بن سعد ہے جس پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے۔ دیکھیے:(المستدرك للحاكم: ۲/۱۳۶) بیہقی نے بھی اسے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ کی مرسل سندوں سے روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی کوئی نہ کوئی حقیقت ضرور ہے، دیکھیے:دلائل النبوة للبيهقي:۲۲۰،۲۱۹/۴۔[16]

- ❖ سیرت ابن ہشام کے محققین نے اس روایت کے بارہ میں لکھا:

خبر ضعيف ولم يسنده ابن اسحاق، و رواه يونس بن بكير عنه فيما اخرجه ابن الأثير في اسد الغابة ۹۲/۱ و ۴/۷۳۹ فجعله من روايته عن ابيه اسحاق بن يسار، و هو من صغار التابعين، فحديثه اما مرسل او معضل۔[17]

- ❖ صحيح السيرة النبوية لابن بشام میں اس روایت کو "حديث صحيح وله طرق عديدة" قرار دیا گیا ہے۔[18]

---

15 ۔ اسلم الحبشی، اسد الغابة، رقم الحديث: ۱۱۵ ، جلد اول، ص: ۲۱۳

16 ۔ سیرت نبوی ، جلد ۲، ص : ۹۲

17 ۔ سيرة رسول الله ﷺتحقيق : همام عبدالرحيم سعيد / عادل مرشد المقدسى ، جلد ۳، ص : ۴۶۴

18 ۔ ص: ۳۷۵ ، رقم : ۱۵۷۷

(04)

قال ابن هشام: فأما الزهري فقال فيما بلغنا عنه: أمر المسلمون عليهم خالد بن الوليد، ففتح الله عليهم وكان عليهم، حتى قفل الى النبي ﷺ۔[19]

ابن ہشام نے کہا: ہمیں جو خبر پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ زہری نے کہا کہ مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید کو امیر بنایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا۔ حضرت خالد ان کے امیر تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس آئے تھے۔"

جائزہ:

- یہ غزوہ موتہ کا واقعہ ہے۔ دکتور مہدی رزق اللہ نے لکھا کہ یہ واقعہ ابن اسحاق کی روایت ہے اور اس کی سند حسن ہے۔[20]

ان بلاغی روایات کے جائزہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ:

i. ایسی ساری روایات موضوع نہیں ہیں۔

ii. بعض روایات دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔

iii. بعض کی اسناد صحیح اور بعض ضعیف سند سے مروی ہیں۔

iv. ائمہ سیرت بھی اپنے فن میں امامت کے مرتبہ پر فائض تھے۔ انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ روایات کو بیان کیا اس لئے کتب سیرت میں مندرج منقطع اسناد والی روایات کو بلا سوچے سمجھے ناقابل اعتماد قرار دینا صحیح نہیں۔

[19] ۔ السيرة النبوية، ج ۴، ص: ۱۴۵

[20] ۔ السيرة النبوية في ضوء المصادر الاصلية (مترجم) ، جلد ۲ ص : ۱۵۴/ السيرة النبوية لابن اسحاق ، جلد ۲، ص: ۵۰۷ / السيرة النبوية كما جاءت في الاحاديث الصحيحة، جلد ۳، ص: ۳۳۳